Iqbal ki nazm nigari

B.A Urdu (hons)

مسجدِ قرطبہ اقبال کی مشہور ترین نظموں سے ایک ہے۔ اقبال نے شاعرانہ کمال کوملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی تاریخ کا شاندار حصہ رہ چکے مسجدِ قرطبہ کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے نیز سے وابستہ مسلمانوں کے کارنامے اور مسجد کے شان کی بھرپور عکاسی کی ہے۔

آٹھ بندوں یعنی چونسٹھ اشعار پر مشتمل یہ نظم ہسپانیہ کی سرزمین بالخصوص قرطبوں میں لکھی گئی۔ جس میں اقبال نے اپنے مخصوص مزاج واسلوب کے ذریعہ قوم کی فطانت اس کے اجتماعی حافظے یعنی تاریخ اور اس کے ملی شعور کا ایک ترکیبی علامیہ پیش کردیا ہے جس میں مذہب، فن اور تاریخ کے محرکات یکجا ہوگئے ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے کہ مسجد قرطبہ جس کا پرانا جاہ وجلال تمام عالم اسلام میں اپنی اہمیت آپ تھا گویا اب باقی نہیں رہا لیکن صفحۂ ہستی پر موجود ہے۔ اس کی بنیاد عبدالرحمٰن اول نے رکھی تھی جو ہسپانیہ میں اموی سلطنت کا بانی تھا پھر اس میں مختلف بادشاہ اضافے کرتے رہے۔ آخری اضافہ ابی عامر المنصور نے کیا تھا اور عہد زوال میں اسے گرجا گھر میں تبدیل کردیا گیا۔ پانچ سو سال بعد اقبال نے مسجد قرطبہ پہنچ کر نماز ادا کی اور اس کے تاریخی پس منظر کو نظم کردیا۔

نظم کا پہلا بند اس کی عظیم الشان عمارت کے توسط ہمیں فلسفۂ زمان کی لے جاتا ہے۔ اقبالؔ نے یہاں اس کی وضاحت کی ہے کہ انسان کی زندگی دراصل روز وشب کے سلسلہ ہی سے وابستہ ہے اور ارض زندگی میں جو تغیرات رونما ہوتے رہتے ہیں وہ زمان ومکاں کے پابند ہیں۔ رات اور دن دورنگے ریشم کے تار ہیں ایک سیاہ تو دوسرا سفید جس کے وسیلے سے ذات باری تعالیٰ اپنے لیے صفات کا لباس تیار کرتی ہے اور اسی کے ذریعہ اپنی اصلیت آشکارہ کرتی رہتی ہے۔ ذات باری کا مقصدِ تخلیق کائنات کے سلسلے میں یہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے کائنات کی پوشیدہ صلاحیتیں آشکارہ ہوجائیں۔ رات اور دن کا یہ سلسلۂ کائنات کا صراف ہے۔ یعنی وہ ہر چیز کو پرکھتا ہے اور اس سے انسانی زندگی ایک خاص شکل اختیار کرتی ہے مگر انسان کی یہ زندگی ناقابل اعتبار ہے۔ اس لیے کہ تمام معجزہ ہائے نہر مٹ جانے والے ہیں اور ہمہ گیر ابدیت محض فنا کو حامل ہے۔

اول و آخر فنا باطن وظاہر فنا
نقشِ کہن ہو کہ نو منزلِ آخر فنا

دوسرے بند میں اس تمہیدی بیان کے اقبال اپنے اصل موضوع کی طرف رخ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بے شک دنیا کی تمام چیزیں فنا ہونے والی لیکن وہ ایک نقش دوامیت کا رنگ رکھتا جسے کسی مرد خدا نے مکمل کیا ہے۔ کیونکہ مردِ خدا کے اندر جذباتِ عشق کی روشنی موجزن رہتی ہے اور عشق کا یہی جذبہ زندگی کی اصل قوت ہے جسے موت بھی اپنی گرفت میں نہیں لے سکتی۔ یہ قوتِ عشق زمانے کی لہروں پر بھی قدرت رکھتی ہے۔ لیکن یہ عشق، عشق حق ہے، اقبال نے عشق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل امیں کی آواز بھی عشق ہی کا ایک جلوہ تھا حضرت سرور کائنات کے قلب طاہر واطہر کا نور بھی عشق حق کا ایک کرشمہ تھا۔

عشق دم جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام

اور اخیر میں اس بات کی بھی وضاحت کردی ہے کہ اگر عشق حق نہ ہوتا تو زندگی کے ساز سے کوئی نغمہ نہ نکل سکتا۔ یہ ساز بالکل بے نوا رہتا اور عشق ہی کے باعث زندگی میں جمالی اور جمالی شان پیدا ہوتی ہے۔

عشق کی مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نور حیات عشق سے تارِ حیات

تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں بند میں اقبال مسجدِ قرطبہ سے مخاطب ہوکر اس کے جلال و جمال اور فضیلت کو کچھ اس طرح بیان کردیا ہے کہ مردِ مومن کی صلابت، توانائی، برنائی اور عزم ویقین کی زبردست مصوری ہوگئی ہے اور اس کے وجود کو بھی عشق ۳ حق کا ہی وسیلہ بتایا ہے اسے جہاں کعبۂ ارباب فن اور سطوت دین مبین کہہ کر جہان ذہن کو فن کی منتہا اور اس کی مذہبی عظمت سے متعلق سوچنے پر مجبور کیا ہے وہیں اس کی سونی گود پر آنسو بہائے ہیں:

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں
آہ! کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں
کون سی وادی میں ہے کون سی منزل میں ہے
عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جاں

یہاں اقبال مسجد سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں کہ اسے مسجد! ستاروں کی نظروں میں تیری زمین کو آسمان کا مرتبہ حاصل ہے آہ کہ صدیاں گزر گئیں اور تیری فضا میں اذان کی آواز سنی نہیں گئی پتہ نہیں ہنگامے پیدا کرنے والے عشق حق کا سخت جاں قافلہ کون سی وادی اور کون سی منزل میں مقیم ہے۔ وہ یہاں کب پہنچے گا! اور کب تیری فضا میں اللہ اکبر کی صدائیں پھر اسی طرح گونجنے لگیں کی جس طرح اسلامی دور میں ساڑھے سات سو سال تک گونجتی رہیں۔

آخری بند میں اقبال اس وقت کا منظر پیش کر رہے ہیں جب یہ نظم کہی گئی تھی ساتھ ہی قرطبہ کے بعض دلکش مقامی مناظر کا بھی نقشہ پیش کرتے ہوئے یہ پیغام دیتے ہیں کہ وہ آنے والا زمانہ اگرچہ ابھی تک تقدیر کے پردے میں چھپا ہوا ہے اور ظاہر نہیں ہوا لیکن میری نگاہیں اس کے طلوع کو بے نقاب دیکھ رہی ہیں۔

مجموعی طور پر یہ نظم اپنے استعاراتی اور علامتی مفہوم کی وجہ سے ایک خاص ہمیت رکھتی ہے بظاہر مخاطبت مسجد قرطبہ سے ہے لیکن مسجد قرطبہ کے وسیلے سے اقبال قوم مسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ایک نئی صبح فردا تک رسائی حاصل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ گویا فکر و فن دونوں ہی اعتبار سے اقبال کی یہ نظم ایک شاہکار تخلیق کا درجہ رکھتی ہے۔

Dr. H M Imran

Assistant Professor

Deptt. of urdu, S S C ollege, Jehanabad

imran305@gmail.com